قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 26 فروری 2022ء | 24 رجب 1443 ہجری قمری | 26 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:49

ارشادِ باری تعالیٰ

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ

(الصف: 9)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

فرمانِ رسول ﷺ

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ أَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا (یعنی زمین سے اُٹھ گیا) تو ان لوگوں میں سے ایک فرد یا کچھ افراد اُس کو واپس لائیں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الجمعۃ، باب قولہ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ حدیث نمبر 7984)

فرمان خلیفہ وقت

’’میں نے جب جماعتوں کو کہا کہ دشمنانِ اسلام قرآن کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کر رہے ہیں تو قرآن کی نمائش لگائی جائے، قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم کو واضح کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف جگہوں پر نمائشیں لگیں اور لگ بھی رہی ہیں اور اس کے بعد دنیا سے، ہر جگہ سے یہی رپورٹس آ رہی ہیں کہ جو غیر لوگ آنے والے ہیں وہ دیکھ کے کہتے ہیں کہ جو قرآنی تعلیم اور جو اسلام تم پیش کر رہے ہو یہ تو اتنا خوبصورت اسلام ہے کہ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ہم اس کی مخالفت کس طرح کر رہے تھے۔ ہمارے سامنے تو اسلام کا یہ خوبصورت پہلو کبھی آیا ہی نہیں۔ یہ ہماری لاعلمی تھی۔ اکثروں کا بڑا معذرت خواہانہ لہجہ ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم اور دوسرا اسلامی لٹریچر لے کر جاتے ہیں۔ ان نمائشوں میں آنے والے پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے، تعلیم یافتہ مسلمان بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، دوسرے مذاہب والے بھی ہیں اور سب بلا استثناء اس کام کو سراہ رہے ہیں کہ یہ عظیم کام ہے جو تم لوگ کر رہے ہو۔ لیکن بدقسمتی سے ایک مُلّاں ہے اور ان کا بھی ایک طبقہ ہے جو بعض ملکوں میں اس نمائش کی مخالفت کرتا ہے۔ اسلام کی تعلیم پھیلانے کی مخالفت کرتا ہے۔

مَیں نے شاید پہلے بھی یہاں بتایا تھا کہ ہندوستان میں، دہلی میں ایک بہت بڑے ہال میں جو حکومت سے کرائے پر لیا گیا تھا، ہم نے قرآن کریم کی نمائش لگائی تو اُس پر وہاں کے مُلّاں نے اپنے ساتھ چند شر پسندوں کو ملا کر اتنا شور مچایا کہ وہ نمائش جو تین دنوں کے لئے لگی تھی دو دن میں سمیٹنی پڑی۔ لیکن ان دو دنوں میں بھی اس نے اپنا بھرپور اثر قائم کیا۔ وہاں کے ایک بڑے پڑھے لکھے صاحب ہیں جن کا ایک مقام بھی ہے وہ نمائش کے بعد وہ قادیان آئے اور پھر بتایا کہ میں پہلی مرتبہ قادیان آیا ہوں اور اس طرف سفر کر کے آیا ہوں اور چاہتا تھا کہ قرآن کریم اور اسلام کی اتنی عظیم خدمت کرنے والے جہاں رہتے ہیں وہ جگہ بھی دیکھوں اور پھر قادیان کی مختلف جگہیں دیکھیں اور متاثر ہوئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 9 دسمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

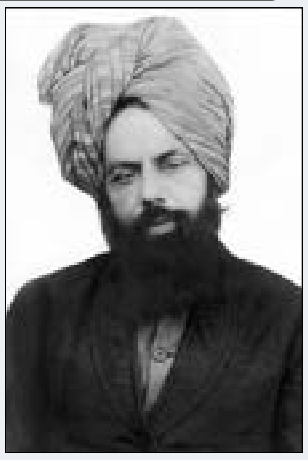

میرا انکار خدا تعالیٰ کا انکار ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسُول صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے جبکہ وُہ دیکھتا ہے کہ اندرُونی اور بیرُونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر: 10) کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ مُوسوی سلسلہ کی طرح اس محمدّی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اُس نے معاذ اللہ اس وعدہ کو پُورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس امّت میں نہیں اور نہ صرف یہاںتک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذ اللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اتّم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی امت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعہ: 4) میں ایک آنیوالے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لے کر والنّاس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ یہ میں از خود نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اُس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔

اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے اَنۡتَ مِنِّیۡ وَاَنَا مِنۡکَ بیشک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اُس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے، ذرا اپنے دل میں سوچے اور اُس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 14-15 مطبوعہ 1984ء)

اس شمارہ میں

’’خدا سے کبھی بے وفائی نہ کرنا‘‘ (منظوم)
اللہ کی عافیت کے حصار میں رہنے والے خوش نصیب (اداریہ)
زبان کی حفاظت
اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز (ڈاکٹر مکرم عابد خان)

دربارِ خلافت

’’خدا نے اپنے رسول نبی کریمؐ کی اتمامِ حجت میں کسر نہیں رکھی۔‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا نے اپنے رسول نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتمام حجت میں کسر نہیں رکھی۔ وہ ایک آفتاب کی طرح آیا اور ہر ایک پہلو سے اپنی روشنی ظاہر کی۔ پس جو شخص اس آفتابِ حقیقی سے منہ پھیرتا ہے اُس کی خیر نہیں۔ ہم اُس کو نیک نیت نہیں کہہ سکتے‘‘ فرمایا: ’’یاد رہے کہ توحید کی ماں نبی ہی ہوتا ہے جس سے توحید پیدا ہوتی ہے اور خدا کے وجود کا اس سے پتہ لگتا ہے۔‘‘ فرمایا: ’’اور خدا تعالیٰ سے زیادہ اتمام حجت کو کون جانتا ہے۔ اُس نے اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی ثابت کرنے کے لئے زمین و آسمان کو نشانوں سے بھر دیا ہے۔ اور اب اس زمانہ میں بھی خدا نے اس ناچیز خادم کو بھیج کر ہزارہا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے ظاہر فرمائے ہیں جو بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ تو پھر اتمامِ حجت میں کونسی کسر باقی ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 180-181)

گو یہ نشان مختلف صورتوں میں آج بھی ظاہر ہو رہے ہیں لیکن آخرین کی وہ جماعت جس نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض پایا، اللہ تعالیٰ نے اُن کی رہنمائی کی، اُن کو نشانات دکھائے، خوابوں کے ذریعہ سے اُن کو صحیح ہدایت کے رستے کی طرف ڈالا اور اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے لئے پھر ہر طرح کی قربانی بھی دی۔ اُن میں سے ایسے بھی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عاشقِ صادق کو ایک جان ہونے کی صورت میں دکھایا۔ جیسا کہ مَیں نے سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ آج بھی مَیں اُن لوگوں کی چند خوابیں پیش کروں گا جن کی مختلف رنگ میں اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اور پھر ایسے بھی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوابوں میں دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مسیح کے بارے میں بعض کو بتایا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام تھا اور کس طرح یہ جری اللہ آیا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پھیلانے کے لئے اس زمانے میں کام کیا؟ اس کی بھی بعض مثالیں ہیں۔ حضرت مرزا محمد افضل صاحبؓ ولد مرزا محمد جلال الدین صاحب فرماتے ہیں۔ ان کا بیعت کا سن 1895ء ہے اور زیارت انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی 1904ء میں کی اور وہیں دستی بیعت کی۔ کہتے ہیں کہ غالباً 1876عیسوی کے ادھر اُدھر میرے والد منشی محمد جلال الدین صاحب اول الاصحاب البدر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جبکہ وہ نوشہرہ چھاؤنی میں تھے۔ (مسیح کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ اُس کے تین سو تیرہ (313) اصحاب ہوں گے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف جگہوں پر ’’آئینہ کمالاتِ اسلام‘‘ میں بھی اور ’’انجامِ آتھم‘‘ میں بھی 313 صحابہ کا ذکر کیا ہے جن کو حدیث کے مطابق بدر کے صحابہ کے نام سے موسوم کیا ہے، اُن میں مرزا محمد افضل صاحب کے والد منشی جلال الدین صاحب بھی تھے۔ تو کہتے ہیں) جبکہ وہ نوشہرہ چھاؤنی میں تھے ایک مبشر خواب کی بناء پر جو متواتر تین روز دیکھا۔ مجھے (یعنی ان کو، مرزا افضل صاحب کو جو کہتے ہیں اُس وقت مَیں خورد سال ہی تھا، چھوٹا سا تھا) ایک دوست کے حوالے کر کے مہدی موعود کی تلاش میں رخصت لے کر نکلے۔ جہلم کے مقام پر اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی کتاب کا اشتہار ملا۔ مطالعہ کیا اور منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔ قادیان ایک گمنام گاؤں تھا۔ پوچھ پوچھ کر وہ بٹالہ پہنچے مگر یہاں میاں صاحب بٹالہ کے ایماء پر (شاید وہاں کسی صاحب نے اُن کو روکا یا بدل کیا ہو گا، وہ واپس چلے گئے بہر حال) واپس چلے گئے۔ (فوج میں تھے) اور اس کے بعد کابل لڑائی پر چلے گئے۔ وہاں سے واپسی پر ایک نادم دل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب نے دیکھتے ہی فرمایا کیا آپ وہی منشی جلال الدین صاحب ہیں جن کے کابل سے خط آتے تھے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 224 از روایات حضرت مرزا محمد افضل صاحبؓ) (ان کو اللہ تعالیٰ نے کئی دفعہ رہنمائی فرمائی تھی لیکن پھر بھی کیونکہ مخالفین تو روڑے اٹکانے والے ہوتے ہیں۔ ان کو اُس وقت تو قبولیت کی توفیق نہیں ملی لیکن نیت سے جو نکلے تھے اور بہر حال سعادت تھی، تو اللہ تعالیٰ نے بعد میں موقع دیا)۔

حضرت محمد عبداللہ صاحبؓ جلد ساز ولد محمد اسماعیل صاحب جن کا بیعت کا سن مئی 1902ء ہے اور 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں جو کچھ مجھے ملا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ مَیں نے بچپن میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ مبارک رؤیا میں دیکھی تھی کہ مَیں اپنے آپ کو پرندوں کی طرح اُڑتا ہوا دیکھتا ہوں اور مشرق کی طرف اُڑ رہا ہوں اور آگے جا کر دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ ہیں جن کی داڑھی اور سر کے بال مہندی سے رنگے ہوئے ہیں۔ جب 1903ء میں حاضر ہوا وہ شکل جو بچپن میں اُڑتے ہوئے دیکھی تھی وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 241 از روایات حضرت محمد عبداللہ صاحبؓ جلد ساز)

حضرت رحمت اللہ صاحبؓ جن کی بیعت بذریعہ خط 1901ء میں ہوئی، کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جلسہ قریب آ گیا۔ خاکسار نے دعائے استخارہ کیا تو غنودگی میں چند مرتبہ زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ ’’بکوشید اے جواناں تا بہ دیں قوت شود پیدا‘‘ (کہ اے جوانو! کوشش کرو کہ دین میں قوت پیدا ہو۔ یعنی خدمتِ دین کی طرف توجہ دو۔) کہتے ہیں کہ الحمدللہ! عاجز ہر جلسہ پر حضور کی موجودگی میں خدا کے فضل سے بمع احباب بنگہ حاضر ہوتا رہا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 2 صفحہ 36 از روایات حضرت رحمت اللہ صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 25/ جنوری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

’’خدا سے کبھی بے وفائی نہ کرنا‘‘

کسی اور کی کبریائی نہ کرنا
’’خدا سے کبھی بے وفائی نہ کرنا‘‘

ہو انسان تم یہ سمجھ لو خدا را
اکڑ کر نہ چلنا، خدائی نہ کرنا

مدلل، مکمل، حسیں بات ہو بس
کوئی بات یونہی ہوائی نہ کرنا

ہو اچھے تو اچھوں سے ملنا ہمیشہ
بروں کی بھی ہرگز برائی نہ کرنا

ہمیشہ ملانا دلوں کو دلوں سے
کبھی دو دلوں میں جدائی نہ کرنا

گنوانا نہیں تم کوئی ایک لمحہ
مروت میں سونی کلائی نہ کرنا

کسی درد کو مت عیاں سب پہ کرنا
کسی زخم کی رونمائی نہ کرنا

زباں سے کسی کو نہ تم چوٹ دینا
کسی کی کبھی جگ ہنسائی نہ کرنا

دیا ہی جلانا، دیا بن کے رہنا
اندھیروں سے تم آشنائی نہ کرنا

دیا جیم۔ فیجی

اداریہ

اللہ کی عافیت کے حصار میں رہنے والے خوش نصیب

خاکسار آج علی الصبح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی الہام ’’اِنِّیْ حِمیَ الرَّحْمٰن‘‘ یعنی میں خدا کی باڑ ہوں پر اداریہ لکھ کر فارغ ہوا تو اس حوالے سے بہت سا مواد اگلے آرٹیکل میں جگہ پانے کے لئے میری سوچوں میں موجیں مارتا پھر رہا تھا اور مجھے بار بار اداریہ میں جگہ دینے کے لئے اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ مگر طوالت سے بچتے ہوئے اس اہم موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے خاکسار کے سامنے دو راستے تھے۔ اوّل یہ کہ میں اس بقیہ مواد کو مندرجہ بالا الہام ’’میں خدا کی باڑ ہوں‘‘ کی دوسری قسط بنا کر ہدیہ قارئین کروں یا وہ تمام الفاظ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متعلق استعمال فرمائے اور خدا کی باڑ والے اداریہ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے، ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر کے اور اس کو عنوان بنا کر بقیہ مواد کو اس میں سمو دوں۔ سو خاکسار نے دوسری آپشن (Option) پر عمل کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے شعر کا ایک حصہ ’’میں عافیت کا ہوں حصار‘‘ کو عنوان بنا کر اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے اور درود شریف رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ کی دُعا مانگتے ہوئے اور یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ کی آرزو لئے اس اہم موضوع کے میدان میں قدم رکھنے جا رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف، میں عافیت کا ہوں حصار

قبل اس کے کہ میں ذہن میں کروٹیں لینے والے خیالات کو ترتیب دوں، ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے پیارے قارئین کو ساتھ رکھنے کے لئے ان تمام القابات، بلند مرتبہ رتبے اور ان الفاظ کو ایک بار پھر قرطاس ابیض پر لے آؤں جن کا ذکر خدا کی باڑ میں کر آیا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ اِنِّیْ حِمیَ الرَّحْمٰن یعنی خدا کی باڑ ہوں، حصن حصین (مضبوط قلعہ)، کشتی نوحؑ (اس زمانہ کے نوح یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی، جیسے فرمایا: (نوحؑ کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار) ہوں، الدّار (اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ) روحانی گھر، عافیت کا ہوں میں حصار، پشتی دیوار دین ہوں (یعنی دین کے ارد گرد حفاظت کی دیوار ہوں)، مامن اسلام (مذہب اسلام کے امن کی جگہ ہوں) باثمر شاخ ہوں، اور خدا تعالیٰ خود اس باغ کا باغبان ہے۔

عافیت اور حصار کے لغوی معنی

آغاز پر عافیت اور حصار کے لغوی معنی جاننا ضروری ہیں۔ عافیت کے معنوں میں لکھا ہے۔ آسودگی، امن و سلامتی، نیکی، بھلائی، خیریت، صحت، تحفظ، سالمیت، یہ لفظ خیر کا مترادف ہے۔

اور لفظ حصار کے تحت لکھا ہے۔ قلعہ، محفوظ احاطہ، چار دیواری فصیل اور پناہ گاہ۔ تو اگر ان سب مطالب کو اکٹھا کر کے دیکھا جائے تو عافیت کے حصار کے معنی یہ ہوں گے کہ خیر و سلامتی، امن و سالمیت کی فصیل اور چار دیواری میں محفوظ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں اس زمانے کا حصن حصین ہوں جو میرے میں داخل ہو گا وہ چوروں اور درندوں اور قزاقوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 34)

حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ساری دنیا میں پھیلی ہوئی بد امنی، لڑائی جھگڑوں، قتل و غارت اور ایک دوسرے کی دشمنی میں پھنسے ہوئے عالمی ماحول کا جائزہ لیں۔ تو دشمنی خواہ ملکوں کی ملکوں کے ساتھ ہو، خواہ سیاسی پارٹیوں کی ایک دوسرے سے ہو خواہ مذہبی جماعتوں کا آپس میں ویر اور تنازعہ ہو اور خواہ معاشرہ میں انفرادی طور پر ایک انسان کی دوسرے انسان سے دشمنی ہو۔ ہر طرف مادہ پرستی اور نفسا نفسی کا عالم نظر آتا ہے۔ آئے دن دشمن پارٹیوں، جماعتوں اور انسانوں کا قتل و غارت ہوتا ہے۔ کہیں مزاحمت ہوتے دکھائی دیتی ہے، کہیں اسٹرائیک اور کہیں ہنگامہ آرائی، جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ ہو رہی ہے جس میں کچھ آدمی مر جاتے ہیں اور وہ ان مردوں کی میتوں کو لے کر گلی کوچوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور سر بازار لاشوں کی سیاست کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی 132سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جماعت کے افراد نے اپنی مخالفت کے جواب میں اور کسی کے تکلیف پہنچانے پر کبھی احتجاج نہیں کیا، احتجاج کیا بھی تو اپنے خدا کے سامنے۔ میدانوں، بازاروں، محلوں میں نہیں بلکہ سجدہ گاہوں میں، راتوں کو اٹھ کر اپنی جبینیں اللہ کے حضور تر کیں اور اللہ کے حضور متیٰ نصر اللّٰہ کی آواز بلند کی۔ ہم تو اتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں صبر و استقامت کے اسلامی طریق کی دربار خلافت سے تلقین ہوتی رہی اور ابھی بھی ہو رہی ہے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ ہوتی رہے گی۔ احمدیوں کو تو مخالفین نے گالیاں دیں تشدد کیا، اور بے گناہ معصوم احمدیوں کو شہید بھی کیا لیکن کسی احتجاج اور اسٹرائیک میں کسی احمدی کا قتل یہاں تک کہ زخمی بھی نہ ہونا دراصل اس بات کا آئینہ دار ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین خلفاء ان تمام افراد جماعت کے لئے عافیت کا حصار ثابت ہوتے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ۔ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اُس کو بچاؤں گا۔ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ10)

اس روحانی گھر میں داخل ہونے والے کو امن و آشتی اور سکون قلب ملتا ہے۔ ہمیں تو اس پاک جماعت میں داخل ہو کر کسی چیز کا فکر ہی نہیں ہے۔ کیونکہ امن وسکون کے الٰہی وعدے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 28؍اپریل 1904ء کو الہام ہوا کہ ’’امن است در مکان محبت سرائے ما‘‘ یعنی ہمارا مکان جو ہماری محبت سرائے ہے اس میں ہر طرح سے امن ہے۔ اس حقیقت سے ہم بہت اچھی طرح آشکار ہیں کہ اللہ کے فرشتے ہمارے لئے حفاظت کا کام کرتے ہیں۔ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ اللہ کی عافیت کے حصار میں ہیں۔ تصدیق کے لئے درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرہ کے لئے پھرتا ہوں۔ جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اُس نے کہا آگے فرشتوں کا پہرہ ہے یعنی تمہارے پہرے کی کچھ ضرورت نہیں، تمہاری فرودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا:۔

’’امن است در مقام محبت سرائے ما‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 315)

اس حوالہ سے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے شروع پر میں ہوں اور مسیح و مہدی اس کے آخر پر ہوں۔

اوپر بیان شدہ جن گھروں، دیواروں، فصیلوں کا ذکر ہوا ہے یہ مادی نہیں اس سے روحانی گھر مراد ہیں۔ روحانی چار دیواری اور روحانی فصیلیں مراد ہیں۔ اور شرط یہ ہے کہ ہر وہ شخص عورت یا مرد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فصیل اور چار دیواری میں پناہ لیتا ہے وہ ظاہری بیعت اور اطاعت کی ظاہری حرکتوں سے ہی نہیں بلکہ روحانی معنوں میں مکمل اطاعت، خلوص اور محبت کے ساتھ اپنے دلوں میں پائی جانے والی خواہشات کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات اور ارشادات وفرمودات پر قدم مارنے سے ہوتا ہے۔ کیونکہ روحانی دنیا کا یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ روحانی نجات وہی پاتے ہیں جو الٰہی فرستادوں کی آواز پر سمعنا واطعنا کا نعرہ بلند کرتے ہیں قرآن کریم میں قصص الانبیاء کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ان انبیاء کے تمام مخالفین کا بد انجام ہوا۔ کوئی غرق ہوا۔ کسی پر طوفان آیا اور کسی کا ناگہانی حادثہ کی وجہ سے نام و نشان مٹا دیا گیا، ان کی بستی انہی پر الٹا دی گئی۔

ایسا کیوں نہ ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَنۡ عَادَیٰ لِیۡ وَلِیًّا فَقَدۡ اٰذَنۡتُهٗ بِالۡحَرۡبِ کہ جو شخص میرے بھیجے ہوئے ولی اور فرستادہ کے مقابلے میں آتا ہے دراصل وہ مجھ سے مقابلہ کرتا ہے۔ اس طے شدہ اصول کے مطابق جو شخص بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر آیا ناکام و نامراد اور نیست و نابود اور پارہ پارہ کر دیا گیا خواہ وہ دنیا کی مضبوط ترین سرکاری حفاظت میں ہی کیوں نہ ہو

خدا اڑا دے گا خاک ان کی، کرے گا رسوائے عام کہنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا دیکھو میں یہ کہہ کر فرض

تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پورے طور ہر ایک بدی اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معرفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہّد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ سے ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امور معرفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19-18)

اندرونی دشمن

یہ تو میں نے ظاہری دشمن کی بات کی ہے۔ ہم پر ایک ایسا دشمن بھی پوری طاقت اور توانائی کے ساتھ ہمہ وقت حملہ آور ہے اور جس سے بچاؤ کے طریق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام قرآن و حدیث کی روشنی میں بتاتے چلے آرہے ہیں۔ اور وہ ہیں اخلاقی برائیوں سے اجتناب۔ اس حوالہ سے بھی ہم اپنے آپ کو عافیت کے حصار میں محسوس کرتے ہیں۔ اور دشمن برملا اس بات کا اظہار کرتا دکھائی دیتا ہے کہ ’’ہے تو ہم سے اچھا مگر کیا کریں کہ ہے قادیانی‘‘۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تسلیم کر کے اور خلفاء کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کر کے ہم آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تسلیم کرتے ہوئے زیادہ قریب ہیں دوسروں کی نسبت اور پُرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ورنہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام قوموں کو وارننگ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے کہ نہ زندہ۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 269)

زمانے کے امام کی فوج میں شمولیت کا اعزاز

ہمارے جان سے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہم کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ایک بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ بیرونی شیطان کو شکست دینے کے لئے جو اندرونی شیطان ہے اس کو بھی زیر کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہماری فتح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے ظاہری اسباب سے نہیں ہونی بلکہ دعاؤں سے ہونی ہے اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والا بنانے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے نفس کا جہاد بھی بہت ضروری ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 6مارچ 2009ء)

اللہ تعالیٰ ہم تمام احمدیوں کو حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کے توسط سے ہمیشہ اپنی حصار میں رکھے۔ آمین

(ابوسعید)

اطفال کارنر

تقریر

حضرت محمدؐ کا بچوں سے حسن سلوک

دنیا میں مجھ سے سب زیادہ پیار کرنے والا وجود میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میرے والدین اور مجھ سے بڑے عزیز و اقارب، رشتہ دار اور میرے چاہنے والے جو مجھ سے پیار سے پیش آتے ہیں وہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ایسا کرتے ہیں۔ آج مجھے اس مختصر وقت میں اسی کی ایک جھلک سامعین کو دکھلانی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ’’اپنی اولاد کی عزت کرو‘‘ اور پھر فرمایا ’’باپ کا اپنی اولاد کو بہترین تحفہ اس کی تعلیم و تربیت ہے‘‘۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے کانوں میں اذان اور تکبیر کہا کرو تا کہ نیکی کی بات ہی کان میں پڑے۔ آپؐ اپنے زیرِ تربیت بچوں کے لیے دعا کیا کرتے تھے کہ ’’اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر‘‘ آپؐ کے پاس جب بھی نیا پھل آتا تو آپؐ محفل میں موجود سب سے چھوٹے بچے کو ضرور دیتے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ’’بچوں کو چوما کرو کہ اس کے بدلہ میں تم کو جنت میں بدلہ ملے گا۔ جو بچوں کے ساتھ شفقت اور رحمت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں‘‘۔

ایک دفعہ آپؐ اپنے بچوں کو چوم رہے تھے تو ایک بدو نے دیکھ کر کہا کہ اے رسول! میرے 10 بچے ہیں میں نے کبھی نہیں چوما آپؐ نے فرمایا۔ اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ پھر ایک موقع پر فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ نماز پڑھاتے تو اگر کسی بچے کے رونے کی آواز آپؐ سن لیتے تو نماز مختصر کر دیتے اور فرمایا کرتے کہ اس کا رونا، اس کی ماں پر گراں گزرتا ہے۔ کیونکہ آپؐ کے اندر بچوں کے لیے ماں سے بھی بڑھ کر محبت والا دل تھا۔ اسی لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریمؐ سے بڑھ کر بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں 10 سال تک آپؐ کی خدمت میں رہا۔ آپؐ نے مجھے ان دس سالوں میں ایک دفعہ بھی نہیں جھڑکا۔

ایک دفعہ عید کے روز ایک مسلمان بچہ ایک جگہ افسردہ کھڑا تھا۔ آپؐ نے دیکھ لیا کہ یہ دوسرے بچوں کو حسرت سے دیکھ کر رو رہا ہے کہ ان کے ماں باپ ہیں اس لئے ان بچوں نے نئے کپڑے پہنے ہیں۔ آپؐ اس بچے کو گھر لے گئے۔ نئے کپڑے دیئے۔ نیا جوتا دیا اور فرمایا آج سے محمدؐ تمہارا باپ، عائشہ تمہاری ماں ہے اور فاطمہ تمہاری بہن ہے۔

پس ان ننھے پھول سے بچوں کو جو آج کے بچے اور کل کے باپ بننے والے ہیں۔ پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰؐ گود میں اٹھاتے، ان کے منہ چومتے، سینے سے لگاتے، ان کے لیے دعائیں کرتے، ان کو دین کی باتیں سکھاتے، اس حسن سلوک کی وجہ سے بچوں کو بھی آپؐ سے بے پناہ محبت تھی۔ بچے جب آپؐ کو دیکھتے تو خوشی اور شوق سے بھاگ کر آتے اور آپؐ باری باری ان کو گود میں اٹھا کر پیار کرتے۔ آپؐ کی عادت تھی کہ ہمیشہ بچوں کو خود پہلے سلام کرتے ان سے پاکیزہ مذاق بھی کرتے اور نیک اور اچھی باتیں بھی بتاتے.

ایک دفعہ آپؐ کے نواسے نے کسی بچے کو اونٹ پر سوار دیکھ کر کہا کہ اونٹ پر بیٹھنا ہے۔ آپؐ نے اسے کندھے پر سوار کر کے اونٹ کی طرح چلنا شروع کر دیا۔ کسی نے دیکھ کر کہا کتنی پیاری سواری ہے تو آپ ﷺ نے فوراً فرمایا ’’سوار بھی کتنا پیارا ہے‘‘

آپؐ اپنے اور امت کے بچوں سے تو پیار کرتے ہی تھے۔ آپ کا پیار صرف مسلمانوں یا مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ نہیں تھا۔ امت سے باہر بچوں سے بھی پیار سے پیش آتے۔ آپ ہمیشہ بچوں سے محبت اور احترام کے ساتھ پیش آتے اور ان کی ہر ممکن مدد اور دلجوئی کرنے کی کوشش کرتے ایسا ہی ایک دفعہ ایک جنگ میں کچھ بچے مارے گئے۔ آپؐ نے افسوس اور دکھ کا اظہار فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی۔ حضور مشرکین کے بچے تھے۔ آپؐ نے فرمایا آخر معصوم تھے۔

الغرض میرے پیارے آقا اس شعر کے حقیقی مصداق تھے۔

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیك الصلوٰة علیك السلام

(فرخ شاد)

محمد لقمان

زبان کی حفاظت

ہمارے دین میں جہاں باہم محبت، اخوت اور احترام کے جذبات رکھنے اور ان پر عمل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے وہیں ایسی باتوں سے رکنے اور ان سے پرہیز کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے جن کا معاشرے کے امن وسکون اور باہمی رواداری اور محبت پر منفی اثر پڑ سکتا ہے یا پڑتا ہے۔

خدا اور اس کے رسول نے اعضائے انسانی کے ذریعہ جنم لینے والے گناہوں سے خبردار بھی کای ہے اور ان سے بچنے کی نہ صرف تلقین کی ہے بلکہ وہ راہیں بھی بتائی ہیں جن پر چل کر ان گناہوں سے بچا جا سکتا ہے۔

زبان بھی ایک ایسا اہم عضو ہے جس کے ذریعہ انسانی معاشرے میں عدم محبت، بے چینی اور بے سکونی کی فضا پیدا ہو کر باہم تکدر کی فضا بنتی ہے۔ یہ اس کے غلط استعمال سے نحوست کے سانپ پیدا ہوتے، پنپتے اور پھر ڈستے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن کریم، احادیث نبویہ اور ارشادات امام الزمان میں زبان کی حفاظت کی بہت تاکید آئی ہے۔

زبان اللہ تعالیٰ کی انسان کو عطا کردہ عظیم ترین نعمتوں میں سے ایک ہے، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر گفتگو کی صلاحیت پیدا کی، وہ اپنے دل کا مدعا زبان کے ذریعہ بیان کرتا ہے، معاملات سرانجام دیتا ہے، کھانے کے ذائقوں کو معلوم کرتا ہے۔ ذرا غور کیا جائے اور ان لوگوں کی طرف نظر کی جائے جو قوت گویائی سے محروم ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ زبان کے بغیر اپنا مدعا بیان کرنا کس قدر مشکل امر ہے۔

فرمانِ الٰہی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں زبان اور اس جیسی عظیم الشان نعماء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ عَیۡنَیۡنِ۔وَلِسَانًا وَّشَفَتَیۡنِ۔وَھَدَیۡنٰہُ النَّجۡدَیۡنِ
(البلد: 9-11)

کیا ہم نے اُس کی دو آنکھیں نہ بنائیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ (عطا کئے) اور ہم نے اسے دو راستے دکھائے۔

دو راستوں سے مراد اچھائی اور برائی کا راستہ ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ ان آیات میں یہ تنبیہہ بھی ہے کہ انسان اپنی زبان کا استعمال منفی باتوں کے لئے نہ کرے اور فضول و بے فائدہ باتوں سے باز رہے۔ دو ہونٹ اس لئے بھی عطا کئے ہیں کہ اگر زبان غلط طرف جانے لگے تو ان ہونٹوں کو بند کر کے اسے روک دیا جائے۔

آنحضرتؐ نے متعدد مواقع پر زبان کی حفاظت کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

نجات کا ذریعہ

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہؐ! نجات کیا ہے؟ فرمایا

اَمۡسِکۡ عَلَیۡکَ لِسَانَکَ وَلۡیَسَعۡکَ بَیۡتُکَ وَابۡکِ عَلٰی خَطِیۡئَتِکَ
(ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

یعنی اپنی زبان کو روک لو (زبان کی حفاظت کرو) اور تمہارا گھر تمہارے لئے کافی ہو اور اپنے گناہوں پر روتے رہو۔

تمام اعضاء زبان کے تابع

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ: اتَّقِ اللَّهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ، فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا
(ترمذی کتاب الزھد باب ما جاء فی حفظ اللسان)

یعنی ہر صبح تمام اعضاء انسانی عاجزی کرتے ہوئے زبان سے کہتے ہیں کہ تو خدا سے ڈرتی رہ۔ ہم سب تیرے تابع ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

نیکیوں کی جڑ

حضرت معاذؓ سے ایک دن آنحضرتؐ نے پوچھا کیا میں تمہیں تمام نیکیوں کی جڑ نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کی جی یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا

كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهِ قُلْتُ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ قَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ، أَوْ قَالَ: عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ، إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ۔
(ترمذی 3/358 و مسند احمد بن حنبل 5/231)

فرمایا تم اسے روکے رکھو اور آپ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا (یعنی اس زبان کی حفاظت کرو) میں نے عرض کی یا نبی اللہ! کیا ہم اپنی باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے۔ آپؐ نے (اپنی بات پر زور دیتے ہوئے فرمایا) زیادہ تر لوگ اپنی باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

ایک موقع پر فرمایا

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ
(بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان)

یعنی جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

سب سے خطرناک چیز

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! جن چیزوں کا آپؐ مجھے خوف دلاتے ہیں ان میں سب سے زیادہ خطرناک کیا چیز ہے؟ آنحضورؐ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا یہ چیز۔ (یعنی انسان کی زبان سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے)
(ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

حضرت ابو بکرؓ کا ایک واقعہ

حضرت عمرؓ ایک دن حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے دیکھا کہ حضرت ابو بکرؓ اپنی زبان کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ آپ کو معاف کرے، آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرمانے لگے

إِنَّ هٰذَا أَوْرَدَنِي شَرَّ الْمَوَارِدِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْجَسَدِ إِلَّا وَهُوَ يَشْكُو ذَرَبَ اللِّسَانِ عَلٰى حِدَّتِهِ
(مسند ابو یعلیٰ 1/36)

یعنی یہی زبان مجھے بدترین گھاٹے پر لے جاتی ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جسم کا ہر حصہ زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ اس لئے میں زبان کو کھینچ رہا ہوں تاکہ اس کی تیزی باقی نہ رہے اور میرے قابو میں رہے۔

حقیقی مومن کی پہچان:۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ
(صحیح بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ)

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

اسے سے ملتی جلتی ایک اور روایت ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ
(سنن نسائی کتاب الایمان و شرائعہ باب صفۃ المؤمن حدیث نمبر 4995)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ ہوں اور حقیقی مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جان و مال کے بارہ میں کوئی خطرہ نہ ہو۔

یہاں یہ وضاحت مناسب ہوگی کہ ارکان ایمان اور ارکان اسلام کا واضح حکم موجود ہے جو ایمان و اسلام کی لازمی شرط ہیں لیکن آنحضرتؐ اپنی امت میں ایسے پاک اور نیک خصائل پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ جن کو اختیار کرنے سے وہ حقیقی عبد مسلم اور عبد مومن کہلانے کے مستحق ٹھہریں۔ مندرجہ بالا روایت میں زبان کو ہاتھ پر فوقیت دی گئی ہے جس سے مترشح ہوتا ہے کہ ہاتھ سے زیادتی کا مقام زبان سے زیادتی کے بعد یا اسی کے نتیجہ میں آتا ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامٌ وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

یعنی نیزوں کے زخم تو بھر جاتے ہیں مگر زبانوں سے لگے زخم ایک عرصہ تک نہیں بھرتے۔

حفاظتِ زبان

1۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کا بے ہودہ باتیں سننے پر ایک مخصوص طرز عمل بیان فرمایا ہے اور یہ تمام اہل ایمان کے لئے زبردست نمونہ ہے جسے اختیار کر کے اپنی زبان کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ فرمایا

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ
(القصص: 56)

اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں۔ بس تمہیں سلام، ہم جاہلوں کا ساتھ نہیں چاہتے۔

گویا جب بے ہودہ گوئی کے جواب میں سخت کلامی کرنے کی بجائے سلام کہتے ہوئے مجلس سے کوئی اٹھ جائے تو اسے ضرورت ہی نہیں رہتی

اپنی زبان کو آلودہ کرنے کی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس حوالے سے تاکیدی حکم بھی دیتا ہے فرمایا

وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

(الانعام:69)

اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جایہاں تک کہ وہ کوئی بات کرنے لگیں۔ اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم کے ساتھ مت بیٹھ۔

2۔ قیامت کے دن اعضاء انسان کے خلاف گواہی دیں گے یہ مقام خوف ہے فرمایا

یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

(النور:25)

جس دن (قیامت کے روز) ان کی اپنی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں ان کے کاموں کے متعلق ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ یعنی اعضاء گواہی دیں گے کہ اس شخص کو یہ اعضاء بطور نعمت ملے تھے مگر اس نے ان سے کیا کیا غلط کام لئے خود وہ اعضاء اس بارے میں گواہی دیں گے۔ ان اعضاء میں سے ایک زبان بھی ہے۔ اگر انسان اس دن کا یہ نتیجہ سامنے رکھتے ہوئے زبان کا استعمال کرے گا تو یقینی طور پر محتاط ہوگا۔

3۔ اللہ تعالیٰ کے دو فرشتے ہر وقت انسان کے دائیں بائیں موجود رہتے ہیں۔ اگر انسان کو یہ خوف ہر وقت دامنگیر رہے کہ میں نے زبان سے جو بات بھی نکالی وہ لکھی جائے گی تو وہ ضرور احتیاط کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ۔ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ

(قٓ: 18-19)

یعنی جب دو (فرشتے) لکھنے والے اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے سب ریکارڈ کرتے ہیں اور جب بھی وہ کوئی بات منہ سے نکالتا ہے تو اس کے پاس ایک تیار نگران موجود ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے

وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ۔ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ۔ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ

(الانفطار: 11- 13)

اور تم پر نگران مقرر ہیں جو معزز لکھنے والے ہیں وہ جانتے ہیں اسے جو تم کرتے ہو۔

4۔ یہ حدیث بھی ہر وقت زیر غور رہنی چاہیئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ سے پوچھا گیا کہ زیادہ لوگ کس عمل کی وجہ سے جنت میں جائیں گے، آپؐ نے فرمایا اللہ کے تقویٰ اور حُسنِ خُلق کی وجہ سے۔ پوچھا گیا کہ کس عمل کی وجہ سے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا مُنہ اور شرمگاہ کی وجہ سے۔

(سنن الترمذی کتاب البر و الصلہ حدیث نمبر 2004)

آنحضرتؐ کی تاکید

آنحضرتؐ نے اپنی امت کے لوگوں کو تاکیدی ہدایت فرمائی ہے کہ جس کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اسے چاہیئے کہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب حدیث 6018)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان اسلامی اخلاق کو از سر نو زندہ کیا جو قریباً معدوم ہو چکے تھے آپ نے رفق، رحمت، رأفت اور عفو کے رنگ اختیار کرنے کا نہ صرف درس دیا بلکہ اس پر خود عمل کر کے اپنے نمونہ کے ذریعہ اپنی جماعت کی تربیت کی اور نہ صرف یہ کہ ان اخلاق کو اختیار کرنے کا درس دیا بلکہ بڑی شدّت سے ان پر زور بھی دیا۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

’’جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیز گاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔‘‘

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ 44)

چوتھی شرط بیعت

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے جو دس شرائط بیعت رکھیں ان میں سے چوتھی شرط بیعت یہ تھی کہ:۔

چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

ترکِ شر کی ایک قسم

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’چوتھی قسم ترکِ شر کی اخلاق میں سے رفق اور قولِ حسن ہے اور یہ خُلق جس حالتِ طبعی سے پیدا ہوتا ہے اس کا نام طلاقت یعنی کشادہ رُوئی ہے۔ بچہ جب تک کلام کرنے پر قادر نہیں ہوتا، بجائے رفق اور قولِ حسن کے طلاقت دکھلاتا ہے۔ یہی دلیل اس بات پر ہے کہ رفق کی جڑ جہاں سے یہ شاخ پیدا ہوتی ہے۔ طلاقت ہے۔ طلاقت ایک قوت ہے اور رِفق ایک خُلق ہے جو اس خُلق کو محل پر استعمال کرنے سے پیدا ہوتا ہے اس میں خدا تعالیٰ کی تعلیم یہ ہے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ (البقرہ:84) یعنی لوگوں کو وہ باتیں کہو جو واقعی طور پر نیک ہوں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ صفحہ 57-58)

آج کی دعا

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

(صحیح مسلم، کتاب الذکر، حدیث نمبر: 6878)

ترجمہ: میں اللہ (سے اس) کے مکمل ترین کلمات کی پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔

یہ سید ومولیٰ، مقدس الانبیاء، خیر البشر، خاتم الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی مکان میں رہائش اختیار کرتے وقت یا سفر میں کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت کی دعا ہے۔

پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں

’’پھر ایک روایت میں ہے حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے یا کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے کہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے پناہ چاہتا ہوں۔ عربی میں الفاظ یہ ہیں اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ تو فرمایا کہ جب یہ دعا مانگو گے تو اس شخص کو رہائش اختیار کرنے یا اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

(مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء وشرہ)

تو سچی نیت سے تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے جب مومن سچے دل سے یہ دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ضمانت دیتے ہیں کہ پھر تم ہر شر سے محفوظ رہو گے۔ تو اس سفر میں بھی جو آپ کا خالصۃً للّٰہی سفر ہے اور آئندہ ہر قسم کے سفر میں اس دعا کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھے۔ دعاؤں پر زور دیں اور ہمیشہ سفروں میں دعاؤں پر زور دیتے رہیں کہ مسافر کی دعائیں بھی بہت قبول ہوتی ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 25 جون 2004ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

مترجم: ابو سلطان

ڈائری مکرم عابد خان سے کچھ حصے

اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

ایئرپورٹ کے ٹرمینل پر یادگار لمحات

پھر ہم سیکیورٹی ایریا میں پہنچے تو ہم نے حضور انور کو دوبارہ اس وقت دیکھا جب ہم جہاز میں بیٹھنے کے لیے تیار تھے۔ بعد ازاں احمد بھائی نے مجھے بتایا کہ جب حضور انور اور محترمہ خالہ سبوحی صاحبہ لاؤنج میں تشریف لائے تو ان دونوں نے ایک گلی کے ذریعے یہ راستہ طے کیا۔ تو ایسا ہوا کہ درجنوں احمدی جو ملائیشیا اور انڈونیشیا واپس جانے کے لیے اسی وقت اپنی flights کے انتظار میں تھے، اپنے مجوزہ gates پر کھڑے تھے۔ حامد بھائی نے بتایا کہ جب ان احمدیوں نے اچانک حضور انور کو دیکھا کہ آپ کو گلی کے ذریعے سے لایا جا رہا ہے تو وہ اس کے ساتھ ساتھ بھاگنے لگے اور اپنے ہاتھ آگے بڑھانے لگے تا کہ حضور انور کے دست مبارک کو چھوسکیں۔ اس کے جواب میں حضور انور مسکرائے اور احمدیوں کی سمت میں ہاتھ ہلایا۔ جبکہ مجھے یقین ہے کہ ایئرپورٹ پر موجود دیگر غیر احمدی احباب ضرور ان لمحات کو دیکھ کر پریشان اور حیرت زدہ رہ گئے ہوں گے۔ اس واقعہ کے بارے میں ہمیں بعد میں پتہ چلا تو مجھے اعتراف کرنا پڑے گا کہ مجھے یہ سوچ کر کس قدر تکلیف ہوئی کہ ہمیں کیونکر جلدی جانا تھا اور ایسے یادگار لمحات سے مستفید نہ ہو سکے۔

خلیفہ وقت اور لوکل احمدیوں کی محبت کے اس نظارے کے ساتھ حضور انور برٹش ایئرویز کی فلائٹ کے ذریعے اپنے باقی دورہ کی تکمیل کی طرف آگے بڑھتے ہوئے سڈنی کے لیے عازم سفر ہوئے۔ سنگاپور کا سفر ابتداء سے اختتام تک خدا کے فضلوں کے نظارے لیے ہوا تھا اور مجھے یقین تھا کہ دورے کا باقی حصہ بھی ضرور ایسا ہی ہوگا۔

احمدیوں کے جذبات

آپ میں ایک خاص قوت قدسیہ ہے اور اس نے مجھ پر ایسا اثر کیا جو ناقابل بیان ہے۔

دن کی مصروفیات کے بعد مجھے سنگاپور کے چند احمدیوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے حوالے سے بات کرنے کا موقع ملا اور چند ایسے احباب بھی تھے جو ہمسایہ ممالک سے سفر کر کے پہنچے تھے۔ ایسے ہی ایک خادم مکرم خالد احمد صاحب جن کی عمر بائیس سال ہے جو ملائیشیا سے تعلق رکھتے ہیں نے بتایا کہ 'میں حضور انور سے مل کر بہت خوش ہوں کیونکہ میں نے آپ کو صرف ٹی وی پر ہی دیکھا تھا۔ اب میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آپ سے حقیقی زندگی میں ملاقات کی ہے۔ آپ میں ایک خاص قوت قدسیہ ہے اور اس نے مجھ پر ایسا اثر کیا جو ناقابل بیان ہے۔ میری شدید خواہش ہے کہ آپ انڈونیشیا تشریف لائیں اور میں سخت افسردہ ہوں کہ حضور انور کل واپس جا رہے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ حضور انور کے دورے کے بعد میں پہلے سے بہتر انسان بن چکا ہوں۔ اب میں خود کو اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب محسوس کرتا ہوں اور یہ سب محض حضور انور کے دیدار سے ممکن ہوا ہے۔

ان میں سے کسی کو بھی اپنے ذاتی مسائل کی کوئی فکر نہیں۔ اگر فکر ہے تو خلیفہ وقت کی۔

مجھے مکرم شفیق احمد صاحب جو ایک معمر بزرگ ہیں اور سری لنکا سے تعلق رکھتے ہیں، سے بھی ملنے کا موقع ملا۔ جب میں ان کے پاس بیٹھا تو وہ رونے لگے۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے کبھی خواب میں بھی ایسا نہیں سوچا تھا کہ وہ حضور انور کی قربت میں وقت گزارنے کی سعادت پا سکیں گے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ سری لنکا میں رہنے والے بہت سے احمدیوں کو ذاتی اور مالی مشکلات کا سامنا ہے لیکن ان میں سے کسی کو بھی اپنے ذاتی مسائل کی کوئی فکر نہیں۔ اگر فکر ہے تو خلیفہ وقت کی۔

آپ (حضور انور) نے سب احمدیوں کے لیے اپنے دل کے دروازے کھول رکھے ہیں

میری ملاقات احمد ہدایت اللہ صاحب سے بھی ہوئی جو ایک معمر انڈونیشین احمدی ہیں۔ جنہوں نے 1972ء میں بیعت کی تھی۔ انہوں نے بھی حضور انور کے دورہ کے متعلق اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا کہ ہمارے لیے بہت بڑی سعادت کی بات ہے کہ ہم حضور انور کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔ تبلیغ کی شاہراہیں گزشتہ سات دنوں میں خوب عیاں ہوئی ہیں۔ یہ دورہ محض احمدیوں کے لیے ہی نہیں بلکہ سنگاپور کے لیے بطور ملک بھی بہت فضلوں کا متحمل ہو گا۔ میں اُمید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ انڈونیشیا میں اگلے دو سے تین سالوں میں حالات بہتر ہوں گے اور حضور ہمارے ملک کا دورہ فرما سکیں گے۔ ہم بہت بے تابی سے آپ کے منتظر ہیں۔ حضور انور کی قیادت ایک عظیم قیادت ہے۔ آپ کی قیادت کا محرک دل کی نیکی ہے۔ کیونکہ آپ نے سب احمدیوں کے لیے اپنے دل کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ اسی لیے ہم سب آپ کی طرف لپکتے ہیں۔ ہم آپ کی محبت کے باعث کھچے چلے آتے ہیں۔ آپ کے جانے سے ہم سخت افسردہ ہو جائیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ پیارے حضور سے دوبارہ ملنے کا موقع کب ملے گا۔

ایک نہایت جذباتی گفتگو

میری رائے میں اس دورہ کے دوران میری نہایت جذباتی گفتگو مکرم عارف رحمان حاکم صاحب جن کی عمر بتیس سال ہے سے ہوئی جو انڈونیشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ اسی جگہ کے قائد علاقہ ہیں جہاں ہمارے تین احمدی بھائیوں کو نہایت سفاکانہ طور پر 2011 میں شہید کر دیا گیا تھا۔ وہ خود بھی اس حملے کے دوران زخمی ہوئے تھے۔ جب میں ان کے ساتھ بات کرنے کے لیے بیٹھا تو میں ان کو نہیں جانتا تھا۔ اور اسی لیے میں شدید سکتہ میں تھا جب میں نے ان پر گزرے حالات سنے اور ان کا علم ہوا۔ جب انہوں نے اس واقعہ کا ذکر شروع کیا تو مجھے ایسا لگا کہ میں Cikeusik گاؤں میں اس افسردگی بھرے دن میں پہنچ گیا ہوں، جو فروری 2011 کو رونما ہوا۔ حیران کن بات یہ تھی کہ وہ اس دن کے بارے میں غصے، خوف یا دہشت میں نہیں تھے بلکہ وہ اس دن کا ذکر نہایت فخر اور اکرام سے کر رہے تھے۔

مکرم عارف صاحب نے مزید بتایا کہ ''میں Cikeusik کے غازیوں میں سے ہوں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا ہے اور میں خود بھی زخمی ہوا تھا۔ بہرحال یہ ایک غم زدہ اور افسردہ کر دینے والا واقعہ نہیں ہے۔ درحقیقت یہ میری زندگی کا ایک خوبصورت واقعہ ہے جو میری زندگی میں پیش آیا۔ میری زندگی میں اس سے بہتر واقعہ کوئی نہیں ہے جو میں نے اس دن مشاہدہ کیا۔ کیونکہ اپنے دین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے زخمی ہونا اور حملہ کیا جانا، اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں میں سے ہے۔''

میں اس دن کے متعلق حضور انور تک اپنے جذبات پہنچانا چاہتا ہوں۔ چند روز قبل میری حضور انور کے ساتھ ملاقات تھی اور میں اس نیت سے گیا تھا کہ اس دن کے بارے میں حضور انور کو کچھ بتاؤں گا مگر میں کچھ بھی بیان نہ کر سکا اور رونے لگا۔ (فرط جذبات میں) میرا دل کانپ رہا تھا۔ میں حضور کو بتانا چاہتا تھا کہ مجھے فخر ہے کہ میں بھی وہاں موجود تھا اور میں حضور کو بتانا چاہتا تھا کہ میں ان تین شہداء کا قائد تھا اور یہ ہے کہ وہ میرے دوست اور بھائی تھے۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں انہیں بچا نہ سکا۔ لیکن میں انہیں کبھی نہیں بھولوں گا۔

مکرم عارف صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ ان شہداء کے خاندانوں کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان سے باقاعدگی سے ملتے ہیں۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ انہیں یہ پیغام پہنچا دیں کہ وہ تنہا نہیں ہیں بلکہ دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

ابن ایف آر بسمل

پندرہویں صدی ہجری - غلبہ اسلام کی صدی

افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

وحی اللہ

’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا، لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا‘‘

چودھویں صدی ہجری

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے قران کریم کی آخری تین سورتوں کے درس میں ایک دفعہ فرمایا:۔

’’..... پچھلی (13ویں) صدی کے آخر اور اس (14ویں) صدی کے اوائل میں اس قوم نے دعویٰ کرنا شروع کر دیا تھا کہ اب وہ وقت قریب ہے جب اسلام دنیا سے نابود کر دیا جائے گا ایسے دعوے بہت سے لوگوں نے اور بڑے پایہ کے پادریوں نے اپنے اپنے وقت میں کیے۔

ایک مدعی اس بیان کا ہمارے ملک میں بھی پیدا ہوا اور وہ مدعی پہلے حضرت مولانا عماد الدین تھے بعد میں وہ پادری عمادالدین کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں انہوں نے امریکہ میں ہونے والی ایک کانفرنس کے لئے ایک چھوٹا سا مضمون لکھا اور اس میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ وقت قریب ہے کہ ہندوستان میں یہ حالت ہوگی کہ اگر کسی کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوگی کہ وہ کسی مسلمان کو دیکھے تو اس کی یہ خواہش کا پورا ہونا ممکن نہیں ہوگا گویا یہاں ہندوستان میں کوئی مسلمان نہیں ہوگا ہم سب مسلمانوں کو عیسائی کر چکے ہوں گے..‘‘

(آخری تین سورتوں کا درس 29 رمضان المبارک 11جنوری 1966ء غیر مطبوعہ)

حضرت مسیح موعودؑ کی چودھویں صدی کے سر پر بعثت کے ساتھ دشمن کے سارے دعوے خاک میں ملنے لگے اور اسلام کے تمام ادیان باطلہ پر دوبارہ غلبے کے آثار نمایاں ہونے لگے حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد الہٰی نوشتوں کے مطابق خلافت راشدہ کے دور ثانی کا قیام ہوا پہلی صدی ہجری خلیفۃ المسیح الثالث کے عہد خلافت میں تکمیل کو پہنچی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے چودھویں صدی کے آخری سال بنفس نفیس چار براعظموں کے ممالک کا دورہ کیا اور دنیا بھر میں بحر زخار کی طرح پھیلی ہوئی احمدی مسلم جماعتوں اور علاقوں کو اپنے وجود سے برکت بخشی اور دنیا بھر کے معاندین کو ثبوت فراہم کر دیا کہ دجالی طاقتوں کا چودھویں صدی میں اسلام کو ختم کرنے کا خواب اپنی موت آپ مرگیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں اور اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت دیکھتے ہوئے آپ نے اگلی (پندرھویں) صدی کو غلبہ اسلام کی صدی قرار دیا جس کا آغاز 8 نومبر 1980ء کو ہوا۔

پندرھویں صدی ہجری

آپ نے ایک موقع پر فرمایا:-

’’آثار اور قرائن کو دیکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قیام جماعت کی پہلی صدی مکمل ہونے کے بعد دوسری صدی شروع ہونے کے ساتھ ہی عالمگیر غلبہ اسلام کی اصل اور حقیقی اجتماعی عید بھی منصۂ شہود پر آنی شروع ہو جائے گی۔‘‘

(خطبہ عید الفطر 25 ستمبر 1976 خطبات ناصر جلد نہم صفحہ 85-86)

آپ نے پندرھویں صدی کو غلبہ اسلام کی صدی قرار دیا آپ نے کئی مواقع پر اس کا اظہار فرمایا:۔

فرمایا:-’’یہ اگلی صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے غلبہ احمدیت کی نہیں بلکہ غلبہ اسلام کی صدی ہے کیونکہ بانیٔ جماعت نے فرمایا ہے۔ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے احمدیت تو کسی مذہب کا نام نہیں اور یہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی اصل چیز اسلام ہے حقیقت میں دین محمدی ہی ہے جس کی آبیاری کے لئے احمدیت قائم ہوئی ہے‘‘

(خطبات ناصر جلد دہم صفحہ 591)

9 نومبر 1980ء کو آپ نے ایک خطبہ نکاح میں فرمایا:-

’’چودھویں صدی کی تمام برکتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے پندرھویں صدی میں داخل ہونا آپ سب کو مبارک ہو ساری دنیا کے لئے یہ صدی خدا کے فضل سے مبارک ہے ساری دنیا کے لئے ہی یہ صدی مبارک ہو آمین‘‘

(خطبات ناصر جلد دہم صفحہ 703)

یہ صدی ایک غیر معمولی صدی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب کینیڈا کی پہلی مسجد بیت السلام ٹورانٹو کا 16 کتوبر 1992ء کو افتتاح کیا تو اس وقت ایم ٹی اے کا آغاز ہو چکا تھا آپ نے اپنے خطبہ جمعہ میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :۔

’’... یہ موجودہ پروگرام ہے جو آج پانچوں براعظموں میں بیک وقت دکھایا جارہا ہے....

اب وہ دن آرہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پہلے سے کئی گنا زیادہ تیزی کے ساتھ...... آگے بڑھ کر پھیلنے والی اور دنیا کے قلوب کو فتح کرنے والی ہے

یہ صدی ایک غیر معمولی صدی ہے ابھی تو آغاز ہوا ہے آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا - یہ تو ابھی چند سالوں کی بات ہے تصور کریں کہ اس صدی کے اختتام تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دیوانے اسلام کو کہاں کہاں تک پہنچا کر نہیں چھوڑیں گے‘‘

(خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 729-730)

اب ہم پندرھویں صدی کے 43 ویں سال میں پہنچ چکے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ کی رپورٹوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غلبہ اسلام کی مہم میں نامساعد حالات کے باوجود کس سرعت سے جماعت پھیل رہی ہے اس کو ناپنے کا ایک آلہ عالمی سطح پر جماعت کی مخالفت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کمال حکمت سے اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے اور زور آور حملوں سے مسیح موعود کی سچائی ظاہر کر رہا ہے حتمی طور پر تو غلبہ اسلام تین صدیوں میں ہونا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے تذکرۃ الشھادتین میں فرمایا ہے لیکن اس صدی میں دنیا کے کثیر حصے پر غلبہ اسلام ہو کر رہے گا اور معاندین کے منصوبوں کو خدا تعالیٰ ناکام کر دے گا اور مخالفتیں دھوئیں کی طرح غائب ہو جائیں گی جیسا کہ فرمایا:-

’’دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کرسکتیں‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

رپورٹ: محمد جاوید۔ نمائندہ الفضل سری لنکا

سری لنکا میں (Virtual) ورچوئل تعلیمی مقابلہ جات

خدام الاحمدیہ سری لنکا کو (Virtual) ورچوئل تعلیمی مقابلہ جات منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے منظوری ملتے ہی باقاعدہ تیاریاں شروع ہوئی۔سری لنکا میں کووِڈ ۱۹ کی پابندی کی وجہ سے نیشنل اجتماع کی بجائے (Virtual) ورچوئل تعلیمی مقابلہ جات کی شکل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تبدیلی فرمائی۔

یہ مقابلہ جات تین دن وقتاً فوقتاً منعقد ہوا۔حسبِ معمول تلاوت، نظم، تقاریر اور سوال و جواب کے مقابلہ جات جاری تھے۔جس میں سری لنکا کی پانچ جماعتوں بنام Puttalam, Pasyala, Negombo, Colombo اور Polonnaruwa کے خدام و اطفال کے مقابلہ جات میں شمولیت اختیار کی۔

اختتامی تقریب محدود خدام و اطفال کے ساتھ Colombo مسجد بیت الحمد میں 23 جنوری 2022 کو منعقد ہوا۔جس میں سوال و جواب کا سیشن منعقد ہوا۔ خدام و اطفال نے مختلف موضوعات پر سوالات پوچھے۔ اِس سیشن سے خدام و اطفال بہت لطف اندوز ہوئے۔ نیز اُن کو کافی کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سری لنکا نے اپنے خطاب میں اِس کووِڈ کی وبا کے ساتھ ساتھ ایسے پروگرامز کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ نیز سری لنکا جماعت کے مشنری انچارج محترم اے بی مشتاق احمد صاحب نے اپنی تقریر میں نفس کے اصلاح کی بارہ میں زور دیا۔انہوں نے قرآن وحدیث سے نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کے مختلف حوالہ جات پیش کیے اور بتایا کہ نفس کی اصلاح کیسے کی جاسکتی ہے۔

آخر میں مقابلہ جات میں کامیابی حاصل کرنے والے خدام اور اطفال میں تقسیم انعامات کے بعد نیشنل صدر صاحب سری لنکا مکرم اے ایچ ناصر احمد صاحب نے دعا کے ساتھ اِس پروگرام کا اختتام کیا

اللہ تعالیٰ ہمارے علم میں اضافہ فرمائے۔سب کو خلافت کا سلطان نصیر بنائے اور سب کا اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔ آمین

رپورٹ: نصیر احمد شاہد۔ مربی سلسلہ فرانس

ائمہ مساجد کانفرنس

کئی دہائیوں سے فرانس میں مسلمانوں کی کئی تنظیمیں قائم ہیں۔ بعض اسلام کے ساتھ ساتھ عرب، ایشین، افریقن، ترک اور مراکش، تیونس اور الجزائر قومیت کے لاحقہ سے بھی اپنی پہچان رکھتی ہیں۔ اور ان کے اپنے سنٹرز یا مساجد بھی ہیں۔ ان میں پیرس کی بڑی مسجد کی ایک خاص حیثیت ہے۔ لیکن فرانس کی حکومت سے بوساطت وزارت داخلہ سے روابط کیلئے سب مسلمانوں کیلئے ایک تنظیم سی ایف سی ایم یعنی ’’فرنچ کونسل برائے مسلمانوں کے مذہبی امور‘‘ ہے جس کا قیام 2003 میں ہوا۔ مسلمانوں کے حوالہ سے، کبھی حکومت کی طرف سے اور کبھی فرنچ عوام اور مسلمانوں کی طرف سے فرانس میں مساجد کے علاوہ ائمہ ءمساجد کا موضوع بھی اکثر زیر بحث آتا ہے۔ کافی عرصہ سے ائمہء مساجد کی تعلیم و تربیت کی باتیں ہر طرف سے ہورہی ہیں۔ لیکن عقائد و قومیت کی تفریق کی وجہ سے مسلمانوں کا کسی بات پر اتفاق ہونا عنقا معلوم ہوتا ہے۔ اور جو طریق حکومت پیش کرتی ہے وہ سب مسلمان کیلئے نا قابل قبول معلوم ہوتا ہے۔ ہاں بعض تنظیمیں اپنے دائرہ میں بعض اوقات پروگرام بناتی رہتی ہیں۔

پیرس ریجن کے شہر Drancy کی ایک مسجد کے امام حسن شالغومی صاحب نے یکم دسمبر کو اپنی بنائی ہوئی ’’ائمہ ء فرانس کی تربیت کی تنظیم :ای ایف ای ایف‘‘ کے تحت ایک کانفرنس منعقد کی۔ جس میں مختلف مساجد کے ائمہ کے علاوہ نسلی پرستی کے خلاف حکومت کی مقرر کردہ نگران محترمہ Sophie Elizéon اور بعض یہودی و عیسائی مذہبی لیڈروں کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس میں خاکسار نصیر احمد شاہد مبلغ انچارج کو بھی مدعو کیا گیا۔

پروگرام کے میزبان مکرم امام شلغومی صاحب نے ہمارے مبلغ کو اپنا تعارف پیش کرنے اور خطاب کرنے کی دعوت بھی دی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خاکسار نے اپنا اور جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا اور مذہب کے نام پر جو کچھ احمدیوں کے ساتھ پاکستان، الجیریا اور دیگر مسلم ممالک میں ہو رہا ہے اسکا ذکر کیا جو کہ حاضرین کیلئے حیران کن تھا۔ امام شلغومی تو پہلے ہی ان مظالم سے کچھ آگاہ تھے۔

اسکے بعد خاکسار نے اسلام سے متعلق ان موضوعات کو قرآن وسنت کی روشنی میں جماعت احمدیہ مسلمہ کے نقطہ نگاہ کے مطابق بیان کیا جن کے متعلق بعض متشدد مسلمان گروہ ایسا رویہ اپنائے ہوئے ہیں کہ مغرب میں اسلام کی پرامن تعلیم سے متعلق سوالات اٹھائے جاتے ہیں اور اسلام کو امن و آشتی اور پیار و محبت کے دین کی بجائے تشدد اور قتل و غارت والے مذہب کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں آزادیٔ اظہار، آزادیٔ مذہب، جہاد، توہین مذہب، ارتداد سے متعلق تفصیل سے اسلامی تعلیمات کو بیان کیا۔ یاد رہے کہ مغرب میں بعض شدت پسند مسلمان علماء کے حوالوں سے یہ بتایا جاتا ہے کہ جہاد کا مطلب غیر مسلموں کو قتل کرنا، توہین مذہب اور مذہب چھوڑنے کی سزا قتل ہے۔ فرانس میں ایسے کئی واقعات ہوئے ہیں جس کی بنا پر بعض حلقوں اور سیاستدانوں کی طرف سے اسلام کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن وسنت کے مطابق دنیا میں اس کی کوئی سزا نہیں۔ یہ معاملہ انسان اور خدا کے درمیان ہے۔

یوں 40 کے قریب غیر احمدی ائمہ مساجد، غیر مسلم مذہبی لیڈروں اور بشمول غیر مذہبی حاضرین کے سامنے اسلام احمدیت کے تعارف اور تعلیمات کو پیش کرنے کا موقعہ ملا۔ پروگرام کے بعد مہمانوں کے ساتھ ذاتی تعارف کا موقع ملا۔ اور ’’اسلام سے منسوب غلط عقائد کی حقیقت‘‘

کے موضوع پر تیار کردہ ایک کتابچہ پیش کیا۔

قارئین الفضل کیلئے یہ بات دلچسپی کا باعث ہوگی کہ کووڈ سے قبل فروری 2019 میں امام شلغومی صاحب نے ہی ’’شدت پسندی کے خلاف‘‘ یورپی ممالک کے ہم خیال ائمہ مساجد کا 4 روزہ سیمینار منعقد کیا تھا۔ مکرم مبلغ انچارج صاحب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اس دوران امام شلغومی کے توسط سے فرانس کے مشہور ٹی وی فرانس 24 (انگریزی) کے ایک مشہور پروگرام ’’The Debate‘‘ میں انہیں بحیثیت مبلغ احمدیت، اسلام کی نمائندگی کی توفیق ملی۔ اور اسلام احمدیت کی پرامن تعلیم پیش کرنے کا موقعہ ملا۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ گاہے بگاہے ایسے مواقع پیدا کردیتا ہے جہاں اسلام احمدیت کی خوبصورت تعلیم پیش کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ وہ وقت جلد آئے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں بھری دلی تڑپ ’’آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج‘‘ روز روشن کی طرح پوری ہو اور یورپ کو بھی اسلام کے سچے خدا پر یقین آجائے۔ آمین

درخواست دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیوں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری کرے۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

درعجم

معروف حکم کی اطاعت

ہمارے عہدوں میں ایک فقرہ یہ ہوتا ہے کہ ’’خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اسکی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا‘‘ سوال یہ ہے کہ اس فقرہ میں حکم کے ساتھ لفظ ’’معروف‘‘ کے اضافے کی کیا وجہ اور حکمت ہے۔ یہ کیوں نہ کہا گیا کہ خلیفہ وقت کے ہر حکم کی پابندی کروں گا۔ معروف کا کلمہ ساتھ کیوں لگا دیا گیا؟

ایک دنیادار شخص کے سامنے اگر یہ فقرہ رکھیں کہ میں معروف حکموں پر عمل کروں گا اور اسکا مطلب پوچھیں تو وہ یہی جواب دے گا کہ اس سے مراد معروف باتوں پر عمل کرنا ہے اور غیر معروف باتوں پر عمل واجب نہیں ہے۔ دنیا کے حکام کے بارے میں تو یہ تشریح قابل قبول ہوسکتی ہے۔ کیونکہ حکام کے فیصلے درست بھی ہوتے ہیں اور غلط بھی۔ جیسے بعض دفعہ چھوٹی عدالت کے غلط فیصلے کو عدالت عالیہ کالعدم کر کے نیا فیصلہ دے دیتی ہے سیشن جج کا فیصلہ ہائی کورٹ کا جج تبدیل کر دیتا ہے اور ہائی کورٹ کا فیصلہ سپریم کورٹ کا جج تبدیل کر دیتا ہے۔ پس دنیاوی حکام معروف حکم بھی دیتے ہیں اور غیر معروف حکم بھی دیتے ہیں۔

لیکن خلافت کے بارے ایسا گمان کرنا سخت خطا ہے۔ کیونکہ نبی کا جانشین، خلیفہ دنیا کے عام حکام کی مانند نہیں ہوتا بلکہ انہیں خدا مقرر فرماتا ہے۔ وہ براہ راست خدا تعالیٰ کے منشاء اور رضا کے ماتحت کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے انکو ’’حبل اللّٰہ‘‘ کہا گیا ہے۔ وہ ایسی رسی ہیں جس کا ایک کنارہ انکے پاس ہے تو دوسرا کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کی جنبش سے وہ حرکت کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ کلام کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت وہ فیصلے کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے تحت وہ حکم دیتے ہیں۔ اس لئے انکے بارے یہ تصور کرنا کہ انکا فیصلہ، انکا حکم غیر معروف بھی ہوسکتا ہے سخت نادانی اور کم فہمی ہے۔ یقیناً انکا ہر فیصلہ ٹھیک، انکا ہر حکم درست اور انکا ہر امر معروف ہوتا ہے۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

دنیاوی حکام کو دنیا منتخب کرتی ہے وہ مگر خلیفہ کو خدا منتخب کرتا اور مسند خلافت پر بٹھاتا ہے۔ ایک دنیادار شخص کے دل میں یہ وسوسہ بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ بظاہر تو ووٹوں کے ذریعہ خلیفہ وقت کا انتخاب ہوتا ہے جیسے دنیا کے حکمران بھی الیکشن کے ذریعہ منتخب ہوتے ہیں۔ پھر ان دونوں انتخابات میں کیا فرق ہے۔

خدا کے کام دو طرح سے ہیں

یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت دو طرح سے کام کرتی ہے۔ بعض کام براہ راست ہوتے ہیں بعض بالواسطہ ہوتے ہیں۔ زمین آسمان چاندسورج ستارے خدا کے امر سے براہ راست وجود میں آئے لیکن کچھ کام بالواسطہ ہوتے ہیں جیسے اولاد کا پیدا کرنا۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم تمہیں اولاد دیتے ہیں، ہم تمہیں رزق دیتے ہیں۔ لیکن اولاد شادی کے ذریعہ عطا ہوتی ہے اور رزق بھی محنت کے ذریعہ ملتا ہے۔ کوئی شخص شادی ہی نہ کرے اور اولاد کی دعا مانگے تو اسکا یہ عمل بے سود ہوگا۔

نبی کی بعثت اس زمانہ میں ہوتی ہے جب ہر طرف شرک اور کفر پھیلا ہوتا ہے اس لئے اللہ براہ راست نبی کو منتخب کرتا ہے۔ نبی مومنین کی ایک پاک جماعت تیار کرتا ہے جو اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی ہوتا ہے نبی کی وفات پر مومنین کا انتخاب اللہ کی رضا کے تابع ہوتا ہے گویا اللہ نے ہی منتخب کیا ہے۔ نبی کریمؐ نے وفات سے پہلے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں نے چاہا کہ ابوبکرؓ کو خلیفہ مقرر کر دوں لیکن پھر سوچا کہ اللہ اور مومن انکے سوا کسی اور کو خلیفہ نہیں بنائیں گے۔

(بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف)

آیت استخلاف میں تکرار

اس مضمون کو دلوں میں اچھی طرح راسخ کرنے کے لئے آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کے انتخاب کو نہایت پرزور طریق پر اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ یَسْتَخْلِفُ کا مطلب ہے کہ اللہ خلیفہ بنائے گا۔ اسکے ساتھ لام لگا دیا لَیَسْتَخْلِفُ کا مطلب ہے اللہ ضرور خلیفہ بنائے گا۔ مزید تاکید کے لئے آخر میں نون لگا دیا لَیَسْتَخْلِفَنَّ کا ترجمہ ہے اللہ ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا۔ اس پر مزید تاکید کے لئے شروع آیت میں وعد اللّٰہ کے الفاظ آئے ہیں۔ اللہ کی تو ہر بات ہی یقینی اور قطعی اور پوری ہونے والی ہے۔ اسے وعدہ کرنے کی ضرورت نہیں مگر اللہ نے اسے اپنا وعدہ قرار دیا ہے جس کا تخلف ممکن نہیں۔ پس مکمل تشریحی ترجمہ یوں ہوگا کہ اللہ ضرور ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا۔ یہ تاکید در تاکید اس لئے ہے کہ تا کسی نادان کے دل میں یہ وسوسہ پیدا نہ ہو کہ ہم نے خلیفہ کا انتخاب کیا ہے بلکہ یہ مضمون خوب کھل جائے کہ بظاہر یہ تمہارا انتخاب ہے لیکن حقیقت میں اللہ کا ہی انتخاب ہے۔

تائیدات الٰہیہ کی گواہی

اس مضمون کو کمال تام تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے خلفاء کو بے شمار تائیدات اور نصرتوں سے نوازتا ہے بہت سے لوگوں پر خوابوں کے ذریعہ اپنے انتخاب کا اظہار کر دیتا ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت بانگ دہل یہ اعلان کر رہی ہوتی ہے کہ میں نے ہی یہ خلیفہ بنایا ہے اور میں ہی اسکی تائید و نصرت کرنے والا ہوں۔ پس اس مقام پر فائز خلیفۃ اللہ کے بارے کوئی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ اسکا کوئی حکم کوئی فیصلہ غیر معروف ہوسکتا ہے۔

لفظ ’’معروف‘‘ کی تشریح

یہ معروف کا لفظ صرف خلیفہ وقت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ نبی کریمؐ کے ہاتھ پر کی جانے والی عہد بیعت میں بھی آیا ہے کہ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ (الممتحنۃ:13) کہ مومن عورتوں سے ان الفاظ میں بیعت لے کہ نہ ہی معروف باتوں میں تیری نافرمانی کریں گی۔ پس یہی سوال یہاں بھی اٹھایا جاسکتا ہے۔ اب کیا کوئی مومن یہ تصور کرسکتا ہے کہ نبی کریمؐ بھی نعوذ باللہ غیر معروف فیصلے کر سکتے ہیں۔ اور کیا وہ ایک جج بن کر ہر فیصلہ پر عمل سے پہلے یہ دیکھے گا کہ یہ فیصلہ معروف ہے یا غیر معروف؟ اس سے بڑی جہالت کی کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ مومنوں کی شان میں تو قرآن فرماتا ہے کہ وہ ہمیشہ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا (البقرۃ:286) کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ پس یہاں معروف کے کچھ اور معنی ہیں۔

خلیفہ کا ہر حکم معروف ہے

دراصل نبی اور خلیفہ کا ہر فیصلہ معروف ہی ہوتا ہے۔ گویا یہ بطور صفت کے آیا ہے۔ یعنی نبی اور خلیفہ جو بھی فیصلہ فرماتے ہیں وہ معروف ہوتا ہے۔ اس کی حکمت سمجھ آئے یا نہ آئے بغیر چوں و چرا کے پوری بشاشت کے ساتھ اسکی اطاعت کرنا ضروری ہے اس یقین کے ساتھ کہ اسی فیصلہ میں خیر اور بھلائی ہے۔ یہاں طبعاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نبی اور خلیفہ کا ہر فیصلہ معروف ہی ہے تو پھر لفظ معروف کا اضافہ کرنے کی کیا ضرورت ہے صرف یہی کہنا کافی تھا کہ انکے ہر حکم کی اطاعت کروں گا۔

خلیفہ کا ہر فیصلہ خیر و برکت کا موجب ہے

علاوہ دیگر حکمتوں کے ایک یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کا جہاں بھی ذکر ہے وہاں معروف کا لفظ نہیں ہے۔ پس اللہ اور بندے کے اطاعت کے مابین یہ فرق ڈالنے کے لئے یہاں یہ اضافہ کر دیا گیا۔ چونکہ انبیاء اور خلفاء بھی بہرحال بشر ہوتے ہیں اور بشری کمزوریوں اور اجتہادی غلطیوں کا امکان رہتا ہے لیکن انکی اجتہادی غلطیاں بھی قوم کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوتی ہیں اس لئے دل کی بشاشت کو قائم رکھنے کے لئے قوم کو سمجھایا گیا ہے کہ انکے لبوں سے نکلنے والا ہر حکم تمہارے لئے معروف یعنی خیر اور بھلائی لئے ہوئے ہے اس لئے تمہیں سمجھ لگے یا نہ لگے پوری بشاشت سے پوری خوش دلی سے اسکی اطاعت کرو اور یقین رکھو کہ اسی میں تمہارے لئے خیر اور بھلائی ہے۔

اطاعت دو قسم کی ہے

قرآن کریم فرماتا ہے کہ اطاعت دو قسم کی ہے ایک خوش دلی سے جسے طَوْعًا کہا گیا ہے دوسری مجبوری سے جسے کَرْھًا کہا گیا ہے

(آل عمران:84) ایک مومن سے اللہ یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ نبی اور خلیفہ کی فرمانبرداری دلی شوق اور محبت سے کرے اس لئے معروف کے لفظ کا اضافہ کیا گیا کہ نبی اور خلیفہ کا ہر حکم معروف ہوتا ہے انکا ہر فیصلہ تمہارے لئے خیر و برکت کا موجب ہوتا ہے۔ انکا ہر حکم کامیابیوں کامرانیوں کا ضامن ہوتا ہے۔ پس تم دلی جوش اور وفا اور محبت کے جزبہ کے ساتھ انکی ہر بات سنو اور اس پر عمل کرو۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ فرماتے ہیں۔

’’معروف اطاعت کامطلب ہے کہ محبت واخلاص کو انتہا پر پہنچا کر کامل اطاعت کرنا اور کامل اطاعت صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے جب جس کی اطاعت کی جارہی ہے اس کے ہر حکم کی تلاش اور جستجو بھی ہو‘‘

(خطبہ جمعہ 9 اکتوبر 2015ء)

معروف لفظ میں احکام کی وسعت ہے

خلفاء دوقسم کے احکام جاری کرتے ہیں۔ایک وہ جو شریعت کے ظاہری حکموں کے مطابق ہیں جن سے انحراف کا سوال ہی نہیں۔ دوسرے وہ احکام جو وقتی اور انتظامی نوعیت کے ہوتے ہیں جو اگرچہ شریعت کے تابع ہوتے ہیں لیکن بظاہر شریعت میں واضح ذکر نہیں ہوتا اور قومی مفاد میں ہوتے ہیں۔ ’’معروف‘‘ کا لفظ ان احکامات کا بھی احاطہ کر رہا ہے۔ الغرض وقتی اور انتظامی نوعیت کے ہر قسم کے احکامات کی پابندی ضروری ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ فرماتے ہیں۔

’’جہاں تک معروف فیصلے کی اطاعت کا سوال ہے یہ وہ اطاعت ہے جو کلام الٰہی کے فرائض اور احکام اور سنت کے فرائض اور احکام کے علاوہ عام باتوں میں کی جاتی ہے جس میں براہ راست انسان کسی چیز کا پابند نہ ہو۔ اب یہ نفلی اطاعت ہے یعنی نفلی دائرہ کے معاملات میں اطاعت ہے نہ کہ فرائض کے معاملہ میں۔فرائض کے معاملہ میں تو امام جماعت، اللہ کے حکم کو نافذ کرتا ہے۔ اور اس میں کسی شرط کی بحث ہی کوئی نہیں۔ لازماً اس کی پابندی ہوگی۔ معروف سے مراد یہ ہے کہ جن باتوں میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر حکم نہیں دیا لیکن اچھی باتیں ہیں اور ان میں اگر آپ حکم دیں گے تو پھر ہم ان میں بھی نافرمانی نہیں کریں گے۔ چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانیؓ نے تحریک جدید کے تعلق میں بہت سے ایسے قوانین جاری کئے جو (حکماً) انسان کو پابند نہیں کرسکتے مگر ساری جماعت نے پابندی کی۔ یہ معروف کی پابندی ہے احکامِ دینیہ کے خلاف نہیں بلکہ احکام دینیہ کی تائید میں زوائد جو عرف عام میں اچھی باتیں ہیں ان کی سند عالمی سند ہے عرف عام کی بحث ہے تبھی معروف کہلاتی ہیں۔ تمام ایسی باتیں جو اچھی ہیں خواہ احکام دینیہ نے ان کا حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو اگر ہمیں ان کا پابند کیا جائے تو ہم ان کے بھی پابند ہو جائیں گے۔ پس اس کی اطاعت کی جو اتھارٹی ہے اس کا جو منصب ہے اس کو کم کرنے کی بجائے معروف کالفظ اس کو اونچا کر رہا ہے۔ انہی معنوں میں آئندہ یہ بیعت چلتی ہے۔‘‘(مجلس عرفان۔ روزنامہ الفضل ربوہ 12مارچ 1998ء)

کیا خلفاء سے غلطی ہونا ممکن ہے؟

بعض نادان یہ سوال بھی اٹھاتے ہیں کہ کیا خلیفہ وقت بھی غلطی کرسکتا ہے یا نہیں؟ یاد رہے کہ صرف اللہ ہر قسم کے نقص اور غلطی سے پاک ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کو سبحان کہتے ہیں۔ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا (نساء:29) یعنی انسان کی فطرت میں ضعف رکھ دیا گیا ہے۔ انبیاء جو معصوم عن الخطاء ہیں ان سے بھی بشری غلطیوں کا صادر ہونا ناممکن نہیں جو غلطیاں ان سے سرزد ہوتی ہیں وہ بشریت کے ناطے بھول چوک یا اجتہادی غلطیاں ہوتی ہیں۔ جیسے نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہجرت کرنے کے لئے دار الہجرت کشف میں دکھایا جو مدینہ تھا (بخاری کتاب المناقب باب هجرة النبیؐ) لیکن آپ کا گمان یمامہ اور حجر کی طرف گیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ یثرب کا نظارہ تھا۔ اسی طرح نمازوں میں کبھی بھول کر آپؐ نے چار کی بجائے پانچ رکعت پڑھادیں کبھی کم پڑھادی۔ انبیاء اور خلفاء کی اجتہادی غلطیوں کے پیچھے بھی اللہ کی منشاء اور رضا کام کر رہی ہوتی ہے اسکے اندر بھی کئی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔

اجتہادی غلطیوں کی حکمت

انبیاء سے انکی قومیں بے انتہاء محبت رکھتی ہیں۔ ان سے اقتداری معجزات صادر ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ ساری زندگی توحید کا درس دیتے ہیں لیکن انکے بعد انکے ماننے والے انہیں خدائی کا درجہ دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بشری کمزوریوں کے چند نمونے دکھا کر قوموں کو یہ باور کرواتا ہے کہ انبیاء کا مقام جتنا بھی عظیم کیوں نہ ہو بہرحال وہ خدا کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اس لئے انکو خدا ہرگز نہیں بنانا۔ دوسرا ان غلطیوں کے نتیجے میں بعض شریعت کے مضمون واضح ہو جاتے ہیں جیسے نماز میں اگر کسی سے سہو ہو جائے تو اس کے لئے نبی کریمؐ کی ذات بابرکات میں نمونہ موجود ہے۔ نیز بعض چھپے ہوئے منافق ایسے موقعوں پر، ان مقدس وجودوں پر، اعتراض کرکے اپنے خبث باطن کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ حَتّٰی یَمِیۡزَ الۡخَبِیۡثَ مِنَ الطَّیِّبِ (آل عمران:180) تا کہ خبیث طیب سے جدا ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ انبیاء سے بعض ایسی پیشگوئیاں کرواتا ہے جو ٹل جاتی ہیں اس سے بھی منافق لوگ اعتراض کر کے ممتاز ہو جاتے ہیں۔

ایسے موقعوں پر مومنین کا پاکیزہ ردعمل

ایک اہم سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب ایسی غلطیاں انبیاء اور خلفاء سے سرزد ہوں تو مومنین کو کیا ردعمل دکھانا چاہئے؟ اس صورت میں ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے انکو توجہ دلانا جائز ہے۔ لیکن ان سے اصرار کرنا اور بحث کی طرز اختیار کرنا ہرگز درست نہیں بلکہ اپنے ایمان کو ضائع کرنے والی بات ہے۔ یہ بہت نازک مقام ہے جس کے لئے بہت استغفار کی ضرورت ہے کیونکہ شیطان اسی راستہ سے مومنوں پر حملہ کرتا ہے اور انکے دلوں میں انانیت یا تکبر کے بت کھڑے کر کے اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ (اعراف:16) کے وسوسے ڈالنے شروع کر دیتا ہے جس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔

اس مضمون کو سمجھنے کے لئے نماز باجماعت پر غور کریں۔ جب امام سے کوئی غلطی سرزد ہو تو مقتدی ’’سبحان اللہ‘‘ کہتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ اللہ غلطی سے پاک ہے یعنی آپ سے غلطی ہوئی ہے لیکن یہ کوئی اعتراض والی بات نہیں بلکہ آپ بھی بشر ہیں، بھول چوک اور غلطی ہر بشر کا خاصہ ہے صرف ایک اللہ کی ذات تمام غلطیوں سے پاک ہے۔ اسکے بعد مقتدی خاموش ہوجاتا ہے۔ اگر امام اصلاح کرلے تو ٹھیک ورنہ مقتدی کا یہ کام نہیں کہ وہ شور ڈال دے بلکہ اس پر فرض ہے کہ خاموش ہو کر امام کی غلطی کے پیچھے غلطی دہرائے اور امام کی اطاعت میں سرمو فرق نہ آنے دے۔ اگر وہ امام کی اقتداء سے ذرہ بھر بھی باہر نکلے گا یا شور ڈالے گا تو گنہگار ہوگا اور اس کی عبادت جاتی رہے گی۔ لیکن اگر وہ غلطی کے پیچھے غلطی ہی کرے گا تو اسکی نماز مقبول ہوگی۔ جب ایک عام امام کی اس قدر اطاعت کا حکم ہے تو جو ان تمام اماموں کا امام اور اللہ کا بنایا ہوا خلیفہ ہے اسکی اطاعت کس قدر ہونی چاہئے اسکا اندازہ ہر مومن لگا سکتا ہے۔ پس نہایت ادب کے ساتھ امام کے حضور اپنی رائے پیش کر کے خاموش ہو جائے۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔

یاد رہے کہ انبیاء اور خلفاء سے کوئی ایسی غلطی سرزد نہیں ہوتی جس سے قوموں کو نقصان پہنچ جائے کیونکہ وہ براہ راست اللہ کی حفاظت کے حصار میں ہوتے ہیں۔ روح القدس کی تائید و نصرت ہمیشہ انکے شامل حال ہوتی ہے۔ اس لئے کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی ہونے دے جس سے قوم کا نقصان ہو یہ ناممکن بات ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلہ اور ہر حکم پر پوری محبت اور بشاشت سے عمل کرنا ایک مومن کا خاصہ ہے۔ تمام نعمتیں، تمام فتوحات اور تمام ترقیات خلافت کی اطاعت سے وابستہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت راشدہ کے دور میں اسلام ترقی کرتا گیا اور جماعت احمدیہ کی خلافت بھی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہمیشہ جماعت نے خلافت کے سائے میں ترقی کی اور بعض ایسے فیصلہ جن کی حکمت اس وقت سمجھ نہیں آئی بعد میں وقت نے ثابت کر دیا کہ وہی فیصلے بہترین فیصلے تھے جو انفرادی اور قومی ترقی کے لئے سنگ میل ثابت ہوئے۔ جب تک مسلمانوں نے خلفاء راشدین کی مکمل اطاعت کی اور سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا (البقرہ:286) کا عملی مظاہرہ کیا ترقیات انکے قدم چومتی رہی۔ پس آج بھی تمام ترقیات اور کامیابیوں کا انحصار خلافت سے وابستگی میں ہے۔ جس قدر ہم خلافت سے جڑے رہیں گے اسکے وفادار خادموں میں رہیں گے اسی قدر کامیابیاں اور کامرانیاں ہمارے قدم چومیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اور ہماری نسلیں تا قیامت خلافت سے وابستہ رہیں۔ آمین

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: عدنان ہاشمی۔ نمائندہ الفضل کینیا

ریفریشر کورس ناظمینِ اعلیٰ مجلس انصار اللہ کینیا کا انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ کینیا کو 15 اور 16 جنوری 2022ء کو تمام ملکی ناظمین اعلیٰ کا ریفریشر کورس نیشنل ہیڈ کواٹرز نیروبی میں بفضل اللہ تعالیٰ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذلک

نو منتخب صدر مجلس انصار اللہ کینیا مکرم محترم عبدالعزیز گاکوریا صاحب نے اس ریفریشر کورس کی صدارت کی اور نئے سال کے لئے مجلس انصار اللہ کے تمام پروگرامز ترتیب دیے گئے۔ اس ریفریشر کورس کا عنوان مرکز سے روابط کی مضبوطی تھا۔

ریفریشر کورس میں خدمت کے معیاروں کو مزید بہتر کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ صدر مجلس انصار اللہ کینیا نے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دعائیہ پیغام پڑھ کر سنایا جو نئی منظور شدہ نیشنل مجلس عاملہ کے لئے حضور پرنور نے بھیجا تھا۔ اسکے علاوہ تمام ناظمین اعلیٰ کو تمام قیادتوں سے اپنے روابط بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

قائد تبلیغ مکرم و محترم علی وانزیٹے صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو تمام افراد تک پہنچانے کی طرف توجہ دلائی۔ اسکے علاوہ قائدین تربیت، تبلیغ اور مال نے مجلسِ شوریٰ کی گذارشات پہ عمل کرنے کے لئے تفصیلی منصوبہ جات حاضرینِ جلسہ کو بتائے۔ قائد عمومی مکرم ومحترم سمیر احمد بٹ صاحب نے احباب کو رپورٹس بنانے اور رپورٹ فارمز فل کرنے کا طریق سمجھایا اور عموماً ہونے والی غلطیوں سے آگاہ کیا، تا کہ صحیح رپورٹس حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائی جا سکیں۔

قائد تجنید مکرم و محترم عبد الحمید گماگا صاحب نے تمام انصار کے ریکارڈز کو مسلسل اپڈیٹ رکھنے کی طرف توجہ دلائی، اور صحابہؓ کے نمونہ میں ان 313 صحابہؓ کی مثال کو سامنے رکھا جن کی زندگیوں کو سامنے رکھنے سے اور واقعات کو محفوظ کرنے سے اسلام کو بہت فائدہ پہنچا۔ اور قیامت تک وہ ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

قائد تعلیم مکرم ومحترم مشہود احمد شیخ صاحب نے تمام انصار کو ہر اتوار کو منعقدہ قرآن کریم Zoom Classes میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی۔ اور سال 2022 کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفِ لطیف اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھنے کی تحریک فرمائی۔ اسکے علاوہ تین بنیادی پہلوؤں پہ عمل کرنے کی تحریک کی جن میں بنیادی پہلو نماز باجماعت کا التزام تھا۔

سالِ نو کے تمام پروگرامز حاضرین جلسہ کو بتائے گئے، اس کے بعد خدمت کے معیاروں کو بہتر بنانے کے لئے ناظمین اعلیٰ سے آراء لی گئیں، اور اس امر کا پختہ ارادہ کیا گیا کہ گذشتہ دو سالوں میں کرونا کی وبا کی وجہ سے جن مشکلات کا سامنا رہا ہے اور جو پروگرامز نہیں ہو سکے اب کرونا کے پروٹوکولز کو مدِّنظر رکھتے ہوئے وہ سارے پروگرامز کئے جائیں گے۔

ریفریشر کورس کے آخر پہ صدر مجلس انصار اللہ کینیا مکرم محترم عبدالعزیز گاکوریا صاحب نے اس دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام کیا کہ اس پروگرام کے ذریعہ انصاراللہ کے ایمان، تقویٰ اور نیکی میں اضافہ ہو۔ آمین ثم آمین

چھوٹی مگر سبق آموز باتیں

بُرے ناموں سے پکارنا اور جسمانی عیب نکالنا

(یقیناً ہم نے انسان کو موزوں سے موزوں حالت میں پیدا کیا ہے۔ (التین: 5))

اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے ہر ایک چیز کیا انداز ے کے مطابق بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت المصور ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کائنات میں سب سے بڑا مصور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف رنگ ونسل کے انسان بنائے۔ انسان اللہ تعالیٰ کا ایک شہکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں نقائص تلاش کرنا، عیب نکالنا اور استہزا کرنا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں کا شیوہ نہیں ہے۔ اور پھر انسان کو تو خالق کائنات نے احسنِ تقویم فرما کر یہ بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری تخلیق میں سے انسان بہترین تخلیق ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ انسان ہی انسان کے جسمانی عیوب نکالتا ہے مثلاً یہ کہ فلاں کی ناک موٹی ہے، قد چھوٹا ہے، رنگت کالی ہے، جسم فربہ ہے اور چال ڈھال بھی کوئی خاص نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح درست نام لینے کی بجائے کسی کو اس کی جسمانی ساخت، رنگ ڈھنگ اور نقوش سے پکارنا یہ سب متکبرانہ فعل ہیں۔ ایک مومن کو ان تمام افعال شنیعہ سے بچنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔

(الحجرات: 12)

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

26/فروری 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:27	18:23
مدینہ منورہ	05:29	18:23
قادیان	05:38	18:24
ربوہ	05:18	18:04
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:25	17:38

فقہی کارنر

قبرستان میں جا کر منتیں ماننا

سوال:۔ قبرستان میں جانا جائز ہے یا نا جائز؟

جواب:۔ ’’نذر و نیاز کے لیے قبروں پر جانا اور وہاں جاکر منتیں ماننا درست نہیں ہے ہاں جاکر عبرت سیکھے اور اپنی موت کو یاد کرے تو جائز ہے۔‘‘

(الحکم 31 مئی 1903ء، صفحہ 9 حاشیہ)

(داؤد احمد عابد۔ مربی سلسلہ برطانیہ)